تصوف کی مبادی اور مشہور کتاب کا سلیس اردو ترجمہ

فتوح الغیب

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ

ادارہ اسلامیات

۱۹۰- انار کلی ○ لاہور

فہرست

مقالہ نمبر ۶

نفسِ امّارہ کی مخالفت توحید کی تکمیل ہے

حضرت قطب ربانیؒ نے ارشاد فرمایا :-

" تُو اللہ تعالیٰ کے احکام اور افعال کا احترام کرتے ہُوئے اپنی خواہشات و لذات کو فنا کر دے، کیونکہ اس عمل سے تیرے دل میں علمِ الٰہی کا ظرف ہونے کی صلاحیت پیدا ہو جائے گی۔ تعلق باللہ کو مضبوط بنانے کے لیے فاسق و غافل مخلوق سے قطع تعلق کرنا نہایت ضروری ہے اور اپنی خواہشات سے فنا ہو جانے کی علامت یہ ہے کہ نفع و نقصان، دفعِ ضرر و شر، اسبابِ دُنیوی اور جدوجہد کے تمام معاملات میں اپنی ذات پر بھروسہ کرنے کی بجائے ان امور کو کُلی طور پر اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا جائے اور قاضی الحاجات سمجھا جائے۔ خدا کو مختارِ کُل نہ سمجھ کر اپنے نفس پر اعتماد کر لینا ہی شرک ہے۔ صرف اللہ تعالیٰ ہی زمانۂ ماضی میں اپنے ہر بندہ کے امور و معاملات کا کفیل و ذمّہ دار رہا ہے۔ زمانۂ حال میں بھی وہی کفیل و ذمّہ دار ہے اور مستقبل میں بھی وہی رہے گا اور اُسکی یہ نگرانی و ذمّہ داری اُس وقت بھی تھی جب تُو بطنِ مادر میں تھا اور پھر ماں کی آغوش میں ایک شیر خوار بچّہ تھا اور خدا کے ارادے کی خاطر اپنے ارادے سے فنا ہو جانے کی علامت یہ ہے کہ تُو کسی خواہش و مراد کا قصد نہ کرے۔ اس لیے کہ ارادۂ خداوندی سراسر خیر و بہتری پر مبنی ہے اور اس میں تیرا

قصد کرنا بھی شرک ہو جائیگا۔ خواہشاتِ نفسانی کی نفی سے اللہ تعالےٰ کا فعل تجھ پر جاری رہے گا اور افعالِ الٰہی کے نافذ ہوتے وقت تیرے اعضاء ساکن و غیر متحرک ہوں گے، قلب مطمئن ہو گا۔ سینہ فراخ و کشادہ ہو گا۔ چہرہ روشن و پُر نور ہو گا اور تعلق باللہ کی روحانی توانائی پا کر تُو کائنات کی تمام چیزوں سے بے نیاز ہو جائے گا۔

عرصۂ ہستی میں دستِ قدرت تجھے پھرائیگا، زبانِ قدرت تجھے پکاریگی اور ہدایات دے گی، تجلّیاتِ الٰہی تجھے ماہیّت اشیاء دکھائیں گی۔ خلعتِ نورانی تجھے لباسِ معرفت پہنائے گا۔ پروردگارِ عالم خود تجھے علم سکھلائے گا اور اس علم و عرفان کی برکت سے تجھے سلفِ صالحین اور برگزیدہ عارفین کے مقامات پر پہنچائیگا پھر تو مخلوقات سے برگشتہ و کنارہ کش رہے گا۔ تجھ میں ذاتی خواہش و ارادہ باقی نہ رہے گا۔ تو بشریت کے رذائل سے پاک و صاف ہو جائے گا اور تیرا دل توحید کا شناسا ہو کر ارادۂ الٰہی کے سوا کسی چیز کو ہرگز قبول نہ کرے گا۔

اس رتبہ پر پہنچ کر کرامات و تصرّفات تیری طرف منسوب کئے جائینگے۔ یہ تصرفات ظاہراً فعل و حکم میں تو تجھ سے مشاہدہ کئے جائیں گے لیکن حقیقت میں وہ خدا کے افعال و احکام ہوں گے۔ پھر تو ان شکستہ دل اولیاء اللہ کے زمرہ میں شامل کیا جائے گا، جن کی خواہشاتِ نفسانی اور ارادۂ بشری بالکل فنا ہو گئے اور پھر از سرِ نو اُن کے قلوب میں ارادۂ ربانی اور مشیتِ ایزدی کی کامل اطاعت کا جذبہ پیدا کیا گیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "میرے مخلص بندے خود کچھ بھی نہیں چاہتے مگر وہی کچھ چاہتے ہیں جو اللہ چاہے"۔ نیز فرمایا میں اُن لوگوں سے بالکل قریب ہوں جن کے دل میری

ہی وجہ سے شکستہ ہیں"۔ پس اللہ تعالیٰ تیرے پاس نہ رہے گا تاوقتیکہ تیری تمام خواہشات اور تیرے سب ارادے اس کے ارادہ و رضا کے لیے شکستہ نہ ہو جائیں لیکن جب تُو اپنے ارادوں کو خدا کے ارادوں میں فنا کر دے اور ذاتِ باری تعالیٰ کے سِوا اور کسی چیز کی طرف متوجہ نہ ہو تو پھر اللہ تعالیٰ تجھے نئے سِرے سے پیدا کرے گا اور تُو نئی باطنی صفات کا حامل ہو گا۔ تیرے نفس میں شرک کے محرکات محو ہو جائیں گے اور توحید قلب و دماغ میں راسخ ہو جائیگی۔ پھر تجھے دیدارِ الٰہی حاصل ہو گا۔ یہی معنی ہیں اَنَا عِنْدَ الْمُنْکَسِرَۃِ الْقُلُوْبُ کے۔ یعنی مَیں شکستہ دل لوگوں سے بہت قریب ہوں"۔

حدیثِ قدسی میں وارد ہے، میرا بندہ مومن ذکر و عبادت کی کثرت سے میرا قُرب چاہتا ہے، حتیٰ کہ وہ مجھے بہت محبوب ہو جاتا ہے اور ربطِ کامل سے مَیں اُس کے کان ہو جاتا ہوں، جس سے وہ سُنتا ہے، مَیں اُس کی آنکھیں ہو جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے، مَیں اُسکی زبان ہو جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے۔ مَیں اُسکے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے اور مَیں اُس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔ پس فنا کی کوئی حالت اس کے سِوا نہیں ہے کہ تُو اپنے آپ سے اور مخلوق سے فانی ہو جائے اور مخلوق یا تو نیک ہے یا بد۔ اسی طرح تو بھی نیک ہے یا بد۔ پس جب تُو اپنی فطری اور ازلی صفات کو ضبط و محفوظ کرتے ہُوئے مخلوق کے خلافِ شریعت تاثرات کو قبول نہ کرے گا۔ اپنی توقعات کو اُس سے وابستہ نہ کریگا اور اُس کے شر سے خائف و ہراساں نہ ہو گا تو پھر تیرے نفس میں اللہ ہی اللہ باقی رہ جائے گا، جیسا کہ تیری پیدائش سے پہلے تھا۔ اس حقیقت کو نہ بھُول کہ خیر و شر اللہ تعالےٰ ہی کے اختیار و قدرت میں ہے اور جب تُو خدا تعالےٰ پر

یقینِ کامل رکھے گا تو وہ تجھے قضاو قدر کے شر سے بے خوف کر دیگا اور خیر کی برکات تیرے لیے بسیط ہو جائیں گی۔ پھر تو ہر خیر کا محل، ہر نعمت و مسرت کا مرجع، ہر نور و ضیاء کا مرکز اور ہر امن و آرام کا سرچشمہ بن جائے گا۔

پس عاشقانِ حق کا مطلوب و منتہا یہی فنا ہے اور یہیں اولیاء اللہ سیر و سلوک کے بعد اپنی منزل پاتے ہیں۔ اپنے اسی ارادہ سے فنا ہو کر خدا کے ارادہ میں محو و نابود ہو جانے کو تمام سابقہ اولیاء و ابدال نے طلب کیا ہے۔ وہ تادمِ واپسیں ارادۂ حق ہی کے ساتھ ہر ارادہ کرتے ہیں۔ لہٰذا ان کے نام ابدال رکھے گئے۔ پس اُن حضرات کے نزدیک ارادۂ حق میں اپنے ارادہ کو شریک کرنا گناہ ہے۔ ہاں سہو و نسیان مجذوبیت اور غلبۂ حال و خوف کی صُورت میں اُن سے کوئی بے اعتدالی ہو گئی ہو یا ہونے کا احتمال ہو تو اللہ تعالےٰ اُنہیں خبردار و متنبہ کر دیتا ہے اور وہ اُس سے باز آجاتے ہیں اور ساتھ ہی توبہ و استغفار کرتے ہیں۔ کیونکہ فرشتوں کے علاوہ خواہش و ارادہ سے کوئی معصوم نہیں۔ فرشتے ارادے سے پاک اور انبیائے کرام خواہشاتِ نفس سے آزاد و محفوظ رکھے گئے ہیں، لیکن باقی مکلّف مخلوق مثلاً جِنّ اور انسان ارادہ اور خواہشِ نفس سے معصوم نہیں۔ نوعِ انسانی میں سے خدا کے برگزیدہ بندے مثلاً اولیاء اور ابدال ارادہ و خواہشِ نفس سے محفوظ تو یقیناً ہیں لیکن ان سے ارادہ و خواہش کی طرف کسی وقت مائل ہو جانا عین ممکن ہے لیکن خدائے پاک اپنی رحمتِ خاصہ سے بیداری میں اُنہیں وہ لغزش جتلا دیتا ہے اور بروقت تدارک کر کے تلافیٔ آفات کر لیتے ہیں۔ بہر کیف نفسِ امّارہ کی خواہشات سے انحراف ہی توحید کی تکمیل ہے۔